بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلْحَمْدُ للهِ رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين ، وَبَعْدُ:

096: سورۃ العلق کی مختصر تفسیر

تفسیر جزء عم کا درس جاری ہے اور آج کی نشست میں سورۃ العلق کی مختصر تفسیر بیان کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝۲ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝۳ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝۴ عَلَّمَ
الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝۵ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝۶ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝۷ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝۸ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى
۝۹ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝۱۰ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۝۱۱ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝۱۲ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝۱۳ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ
اللّٰهَ يَرٰى ۝۱۴ كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۝۱۵ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝۱۶ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝۱۷ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ
۝۱۸ كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝۱۹﴾ (العلق: 1-19)۔ سورۃ العلق مکی سورۃ ہے اور اُنیس (19) آیات ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ (پڑھیے اپنے ربّ کے نام سے جس نے پیدا کیا)۔

یہ سب سے پہلی وحی ہے جو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔

قصہ معروف ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے جاہلیت کے زمانے میں بھی کسی بُت کو کبھی سجدہ نہیں کیا اور اپنے زمانے کے حسن اخلاق کے تعلق سے سب سے افضل ترین انسان تھے۔ معاشرے میں اگر سب سے بہترین لوگوں کا ذکر ہوتا تو اُن میں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سب سے پہلے ہوا کرتا تھا یہاں تک کہ سچائی اور امانتداری میں مثال بن کر رہ گئے اور لوگوں میں یہ بات عام ہوئی کہ الصادق الأمین ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

بدکاری اور محرمات سے اجتناب: اگرچہ باقی جو معاشرے میں جوان رہتے تھے وہ بدکاریوں کا ارتکاب کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت سے پہلے بھی محفوظ فرمایا، کبھی کسی بُت کو سجدہ نہیں کیا اور بُت پرستی کو عیب سمجھتے تھے جُرم سمجھتے تھے معاشرے سے دور رہنا پسند کرتے تھے؛ جاہلیت کے اندھیرے ہر طرف پھیلے ہوئے تھے اور اس کھوج میں رہتے تھے کہ اس کائنات کو پیدا کرنے والا ربّ موجود ہے یہ ربّ عظیم ہم سے کیا چاہتا ہے ہمیں کیوں پیدا کیا گیا ہے

سوال اٹھتے تھے؛ یہ بُت نہ تو ہمارے خالق ہیں نہ ہمارے مالک ہیں ان کو سجدے کیوں کیے جاتے ہیں ؟ان کے لیے نذر و نیازیں کیوں کی جاتی ہیں ؟ان کا طواف کیوں کیا جاتا ہے (آپ سب جانتے ہیں کہ کعبے کے ارد گرد تین سو ساٹھ (360) بُت لوگوں نے بنا رکھے تھے)؟ یہ سب کیوں ہوتا ہے یہ اس کے حقدار نہیں ہیں! ناممکن ہے کہ بُتوں کو اپنے ہاتھوں سے ہم تراشیں اور پھر اُن ہی کو سجدہ کریں! تو خالق کون ہے وہ ہم سے کیا چاہتا ہے کوئی پتہ نہیں ہے۔

تو اس بُرے معاشرے سے نکلنے کے لیے جبل نور کی طرف گئے غار تھی غار حرا کے نام سے معروف ہے جو شہر سے تھوڑا سا دور ہے اب تو شہر کے اندر ہو چکا ہے، مکہ کا شہر بڑا ہو گیا ہے اور یہ جبل نور جو ہے شہر کے اندر ہو چکا ہے اور غار حرا اسی جبل میں ہے۔ تو وہاں پر چلے جاتے تھے اپنا وقت گزارنے کے لیے خلوت پسند تھی کیونکہ حق کا پتہ نہیں تھا کہ حق کیا ہے اور کئی راتوں تک وہاں پر جاتے اور اس غور و فکر میں رہتے اس سوال کے جواب کی تلاش میں تھے کہ میرا ربّ مجھ سے کیا چاہتا ہے ہم سے کیا چاہتا ہے؛ توحید کیا ہے سنت کیا ہے کوئی پتہ نہیں ہے، ہدایت کا راستہ کیا ہے کوئی پتہ نہیں ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے جب وقت مقرر ہوا نبوت کا چالیس سال کی عمر پہنچی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو سیدنا جبریل اٗمین علیہ الصلاۃ والسلام سب سے پہلی وحی لے کر گئے۔

اِس سے پہلے جو ہے یہ خلوت کیوں پسند ہوئی ؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک عجیب سا معاملہ ہوا وہ کیا ہوا؟ نبوت سے پہلے کی بات ہے کہ سچے خواب آنا شروع ہوئے ''الرُّؤيَا الصَّادِقَةُ''؛ خواب میں کوئی چیز دیکھی صبح اٹھتے تو بالکل وہی ہوتا جیسے خواب میں دیکھا ہے ''فَلَقِ الصُّبۡح'': جیسا کہ صبح روشن ہوتی ہے اور جو رات کی تاریکی ہے وہ جھڑ جاتی ہے ختم ہو جاتی ہے اسی طریقے سے رات کو خواب دیکھتے صبح خواب سچا ہوتا۔

اور یہ نبوت کی علامات میں سے ہے (سبحان اللہ) سچا خواب جو ہے بلکہ نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ دوری اختیار کی اور پھر سب سے پہلے وحی جو ہے وہ نازل ہوئی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر؛ سیدنا جبریل اٗمین علیہ الصلاۃ والسلام آئے یہ وہ عظیم فرشتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جن کے ذمے یہ کام سونپا ہے کہ وحی لے کر جاتی ہے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی طرف۔

سب سے پہلی وحی قرآن مجید کی یہ سورۃ اِس سورۃ کی جو پہلی پانچ آیات ہیں:

﴿اِقۡرَاۡ﴾ سب سے پہلا لفظ ہے؛ وحی کا سب سے پہلا جو کلمہ ہے وہ کیا ہے ؟ ﴿اِقۡرَاۡ﴾۔

دوسرا ہے: ﴿ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ﴾ بعد میں جو ہے۔

﴿ اِقْرَاْ ﴾ (پڑھیے): قرأ سے "قرأ، يقرأ، إقراء": فعل اَمر ہے: ﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ﴾ (پڑھیے اپنے ربّ کے نام سے جس نے پیدا کیا)۔

جو صحیح بخاری کی حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ما أنا بقارئ": اس کے دو معنی بنتے ہیں کہ میں نہیں پڑھتا یا میں پڑھ نہیں سکتا۔

"میں نہیں پڑھتا" میں کیا پیغام ہے؟ انکار ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکار کرنے والے نہیں ہیں۔ تو اس سے کیا مراد ہے دوسرا معنی کیا ہے؟ کہ میں پڑھ نہیں سکتا، کیونکہ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمی تھے۔

اُمی کسے کہتے ہیں؟ جو پڑھا لکھا نہیں ہے، جو پڑھنا لکھنا نہیں جانتا اسے اُمی کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ﴿ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ﴾ (اسی نے ہی (یعنی اللہ تعالی نے ہی) اُمیوں میں رسول بھیجا اُن ہی میں سے (یعنی اُن ہی جیسے اُمی ہیں)) (الجمعة: 2)۔

قوم میں اُمیت عام تھی اکثر لوگ ایسے تھے جو پڑھے لکھے نہیں تھے: قریش میں دیکھیں اُس زمانے میں سردار تھے اپنے زمانے کے معروف قوم تھی لیکن پڑھے لوگ نہیں تھے اکثریت اَن پڑھ لوگوں کی تھی اگرچہ اس زمانے میں پڑھے لکھے بھی تھے بہت کم تھے جو پڑھنا لکھنا جانتے تھے اکثریت جو غالب تھی وہ اَن پڑھ تھی: تو اس لیے اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ اُن ہی میں سے اُمیوں میں سے رسول بھیجا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمی تھے پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے سوال یہ ہے کہ ہم پر ﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ﴾ پڑھنے لکھنے کا اس سے کیا تعلق ہے بھئی؟ کوئی شخص آپ کو کہتا کہ یہ جملہ دہرا ؤ دہرا سکتے ہیں کہ نہیں آپ؟ تو اس سے کیا مراد ہے؟

اس سے مراد یہ ہے کہ سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام وہ حریر کے ایک کپڑے پر جو جنت سے تھا اس پر لکھا تھا ﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ﴾: شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا جبریل اَمین علیہ الصلاۃ والسلام آئے اور اس حریر کے ٹکڑے پر یہ لکھا ہوا تھا۔ ورنہ صحیح بخاری کی اس روایت میں "ما أنا بقارئ" سے کیا مراد ہے؟ میں اَن پڑھ ہوں۔ اب اَن پڑھ جملہ تو دہرا سکتا ہے نا، تلقی سے جب کانوں میں آواز پڑتی ہے تو دہرانا تو آسان ہے: تو انکار کرنے کا مطلب یہی ہے انکار سے مراد یعنی میں پڑھ نہیں سکتا کیونکہ کچھ لکھا ہوا دکھایا گیا ہے۔

﴿اِقْرَاْ﴾ (پڑھیے): فعل اَمر ہے سب سے پہلی وحی جو ہے؛ ذرا غور کریں آج ہمارا حال دیکھیں مسلمانوں کا کہ اِقراء میں ہم کہاں پر ہیں۔ ﴿اِقْرَاْ﴾ پڑھنا، تعلیم: آپ ذرا غور کریں جگہ کون سی ہے؟ مکہ کا شہر ہے ہر طرف پہاڑ ہیں صحرا ہے، پڑھے لوگ کوئی بھی نہیں ہیں جیسا کہ اُمی میں نے بتایا ہے ﴿فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ﴾۔ سب سے پہلی وحی کیا ہے؟ ﴿اِقْرَاْ﴾۔

اور ہمارے لیے کیا پیغام ہے؟ کہ علم حاصل کرنا اساس ہے اس دین کی۔

سب سے پہلی وحی ﴿اِقْرَاْ﴾ ہے اور توحید سے پہلے کیا ہے؟ ﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (محمد: 19)؛ کلمہ توحید پر بھی عمل نہیں ہو سکتا بغیر علم کے۔

تو علم نور ہے: قرآن مجید کو پڑھنا ہے تلاوت کرنی ہے تو علم کی بصیرت پر سمجھ کر پڑھیں صحیح تلفظ سے پڑھیں حق ادا کریں قرآن مجید کا کیونکہ ہم نے عمل کرنا ہے قرآن مجید پر۔ عمل کیسے کریں جب پتہ ہی نہیں ہے! اس لیے سب سے پہلی وحی ﴿اِقْرَاْ﴾۔

اُس زمانے میں جتنی بھی دنیا موجود تھی سب میں جہالت کی تاریکیاں تھیں ظلمتیں تھیں اگرچہ دنیا میں کچھ تعلیم موجود تھی بعض تہذیبوں میں لیکن وہ ایسا علم تھا جو دنیا کی حد تک تھا اور جیسے کہتے ہیں نامٹریل اسٹک (Materialistic) کہ صرف اپنے طمع کے لیے اپنے فائدے کے لیے اُس تعلق سے تھا؛ کوئی ایسا علم نہیں تھا جس میں کسی خیر کا نور ہو پوری دنیا کے لیے جس میں خیر ہو ایسا موجود نہیں تھا، جو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تعلیمات تھیں گزرے ہوئے انبیاء کی وہ دفن ہو چکی تھیں ختم ہو چکی تھیں۔

تو ﴿اِقْرَاْ﴾ (پڑھیے): کیسے پڑھیے یہ بھی جواب ہے؛ ایک تو پڑھنا ہے اساس توحید ہے کلمہ توحید سے ابتداء کرنی ہے اور علم کی روشنی میں سمجھنا ہے پھر آگے بڑھنا ہے۔

قرآن مجید کا بنیادی پیغام ہے "لا اِلٰہ اِلا اللہ" "لا معبود بحق إلا الله":

(۱) ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۴﴾ (الفاتحه:4)؛

(۲) ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝۵۶﴾ (الذاريات:56): یہ بنیادی پیغام ہے سارے قرآن مجید کا۔

اگر آپ نے قرآن مجید پڑھا بھی ہے تلاوت بھی کی ہے بلکہ دَس قرأءت بھی حاصل کر چکے ہیں لیکن قبر کا طواف کرتے ہیں شرک کرتے ہیں تو کوئی فائدہ نہیں قرآن کو پڑھنے کا اور ان ڈگریوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے! کئی لوگ فخر سے بات کرتے ہیں سینہ تان کر کہ بھئی ہمارا فلاں بزرگ ہے وہ دَس قرأءت کا ماہر ہے دَس قراءات سے قرآن مجید پڑھتا ہے؛ لیکن ہے قبر پرست کیا فائدہ ہے اس کو قرآن مجید کی تلاوت کا؟! جب بنیادی پیغام کی اس کو خبر ہی نہیں ہے اس پر عمل ہی نہیں ہے تو کیا فائدہ ہے؟!

تو ﴿اِقْرَاْ﴾ علم کی روشنی ہے اور دین اسلام کی اساس علم ہے اور ہر مسلمان کو اہل علم میں سے ہونا چاہیے، علم اور بصیرت کی روشنی میں عبادت کرنی ہے کیونکہ باقی جتنے ادیان گزرے ہیں ان میں تحریفیں ہوئی ہیں، دین اسلام تو ایک ہی دین ہے ہر نبی کا دین ہے، تحریف ہوئی ہے جہالت کی روشنی میں جہالت کی تاریکی میں یعنی وہ عمل کرتے رہے۔

﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ (الفاتحه:7) کون ہیں؟ یہود و نصاریٰ ہیں، عمل وہ بھی کرتے تھے یا تو علم کے خلاف عمل یا بغیر علم کے عمل تھا اس لیے یہ وعید اُن کے لیے تھی۔ تو علم کی روشنی میں عمل کرنا یہ دین اسلام ہے جہالت کی کوئی گنجائش نہیں ہے میرے بھائی! دین اسلام میں جہالت کی کوئی گنجائش نہیں ہے عمل علم کی روشنی میں ہوگا عقیدہ علم کی روشنی میں ہوگا، معاملات علم کی روشنی میں ہوں گے، سارا دین علم کی روشنی میں ہوگا: ﴿اِقْرَاْ﴾۔

﴿بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ (اپنے ربّ کے نام سے جس نے پیدا کیا)۔ اللہ کی مدد نہیں تو اِقراء بھی نہیں ہے تو اللہ کے نام سے مدد طلب کرنی ہے اور "بسم اللہ" ہم کہتے ہیں: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾: یہی کہتے ہیں نا ہم؟ سنت کے مطابق کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتے ہیں، مسجد میں داخل ہونے سے پہلے بسم اللہ پڑھتے ہیں جب خارج ہوتے ہیں تب بھی بسم اللہ پڑھتے ہیں، اپنے اُمور میں ہم بسم اللہ پڑھتے ہیں۔

کیا فائدہ ہوتا ہے بسم اللہ پڑھنے میں؟

(۱) استعانت (مدد) طلب کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ سے کہ اے اللہ! اگر تیری مدد نہ ہو تو میں کچھ کرنے کے قابل ہی نہیں ہوں لائق ہی نہیں ہوں میں، تیری مدد ہے تو میرے دل میں کوئی قابلیت کا امکان ہے تیری مدد نہیں ہے تو کچھ کام ہو ہی نہیں سکتا۔

(۲) دوسرا برکت، بسم اللہ میں جو عمل میں کرنے جا رہا ہوں اس میں اے اللہ! میری مدد بھی فرما اُس میں برکت بھی عطا فرما۔

کتنے خوبصورت الفاظ ہیں کتنا خوبصورت معنی ہے!

یہاں پر بسم اللہ نہیں، إقرأ باسم الله نہیں ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ ہے ربّ کیوں ہے اللہ کیوں نہیں ہے؟ کیونکہ مقام کیا ہے؟ ربوبیت کا مقام ہے، وحی حکم ہے ربّ کا حکم ہے۔ تلاش کس چیز کی تھی؟ کس نے پیدا کیا۔ ربّ نے پیدا کیا تھا پتہ تھا اب ربّ کا کیا حکم ہے؟ ﴿اِقْرَاْ﴾: روشنی ہے۔ تو پہلے تو پتہ چل گیا کہ سب سے پہلے پڑھنا ہے اور پتہ لگانا ہے علم کی روشنی میں؛ اور اِقراء سے مراد یہ نہیں ہے کہ آپ نے لازمی پڑھا لکھا ہو جانا ہے بلکہ یہ مراد ہے اِقراء سے مراد کہ علم کی روشنی میں زندگی بسر کرنی ہے چاہے وہ سننے کی حد تک ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی وفات تک بھی اُمی رہے پڑھنا لکھنا

نہیں جانتے تھے۔ تو اِقراء سے مراد یہ نہیں ہے کہ پڑھنا لکھنا سیکھو بلکہ اِقراء سے کیا مراد ہے؟ علم حاصل کرو اس سے یہ مراد ہے۔

﴿ رَبِّكَ ﴾ (اپنے ربّ کے نام سے): مقام ربوبیت کا ہے الوہیت کا ابھی حکم نہیں آیا ہے توحید عبادت کا حکم ابھی آنا ہے سب سے پہلی وحی ہے، اور ابو جہل اور ابو لہب بھی یہ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ربّ ہے لیکن یہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ وہ سچا معبود ہے ۔ تو ربّ کا ربوبیت کا ذکر ہے۔

پھر: ﴿ الَّذِىْ خَلَقَ ﴾ (جس نے پیدا کیا ہے): کس چیز کو پیدا کیا؟ ہر چیز کو پیدا کیا۔ اگر مفعول یہاں بیان کر دیا جاتا کہ انسان کو پیدا کیا یا جِن کو پیدا کیا تو محدود ہو جاتا جب مفعول کو حذف کر دیا اس سے کیا مراد ہے؟ ہر چیز کا خالق ہے۔

یہ عربی زبان کی خوبصورتی ہے کہ مفعول کو حذف کر دیں جس نے پیدا کیا یعنی ہر چیز کو پیدا کیا اگر متعین کر دیتے کہ اچھا انسان کو تو اللہ (ربّ) نے پیدا کیا جِن کو کس نے پیدا کیا جانور کو کس نے پیدا کیا سوال اٹھتے نہ اٹھتے؟! جب محذوف کر دیا مفعول کو اس سے کیا مراد ہے؟ یعنی پوری کائنات ہر موجودہ جتنی بھی مخلوقات ہیں سب کو پیدا ربّ نے کیا اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

﴿ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴾ (انسان کو علق سے پیدا کیا (جمے ہوئے خون کے ٹکڑے سے پیدا کیا))۔ جب خَلَقَ کا ذکر ہوا سب سب سے شرف والی مخلوق کیا ہے؟ یہ انسان ہے انسان کو پیدا کیا۔ لیکن انسان کی حقیقت کیا ہے؟ ایک جمے ہوئے خون کے ٹکڑے سے پیدا کیا ہے۔ شرف والے انسان کی حقیقت جما ہوا خون ہے نطفہ ہے یہ حقیقت ہے اس کی اس لیے گھمنڈ میں نہ آ جائے کہ میں اشرف المخلوقات ہوں کیونکہ میں انسان ہوں تو میں نے جو کچھ بھی کرنا ہے مرضی سے کرنا ہے، نہیں! تمہارا ربّ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے ﴿ اِقْرَاْ ﴾ فعل اَمر ہے تم معمول ہو تمہارا حکم نہیں چلے گا تمہارے ربّ کا حکم چلے گا تمہاری زندگی میں۔ اور اپنی اوقات دیکھ لو اے انسان! تمہاری اوقات کیا ہے کہ خون کے ایک نطفے سے ٹکڑے سے تمہیں جمے ہوئے خون سے پیدا کیا گیا ہے جو جسم پر لگ جائے تو کراہت آتی ہے! اس لیے یہاں پر سبحان اللہ ﴿ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴾: ﴿ عَلَقٍ ﴾ کا ذکر ہے۔

بعض آیات میں آیا ہے پانی سے پیدا کیا ہے، بعض میں آیا ہے مٹی سے پیدا کیا ہے، بعض میں آیا ہے کیچڑ سے پیدا کیا ہے، بعض میں آیا ہے کہ فخار سے ﴿ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴾ (الرحمٰن:14) سے پیدا کیا گیا ہے اور بعض میں نطفہ ہے علقہ ہے مضغہ ہے تو کیا تضاد ہے؟ تضاد نہیں ہے یہ۔ اس سے کیا مراد ہے؟ کہ انسان کی تخلیق کی مختلف اسٹیجز (Stages) ہیں۔

سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو کس چیز سے پیدا کیا؟ مٹی ہے، پھر پانی ہے، مکس کیا گیا پھر طِین بنا (کیچڑ والا) پھر اسے فخار کی طرح بنایا گیا سوکھنے کے لیے رکھ دیا گیا، سوکھ گیا پھر فخار ہو گیا پھر اس میں روح پھونکی گئی پھر انسان بنے، پھر ان کے نطفے سے (نطفہ انسان کا آدم کی اولاد کا نطفہ جو ہمارے بھی ہوتے ہیں انسانوں کے) پیدا ہوا، پھر وہ نطفہ علقہ میں تبدیل ہوا، علقہ مضغہ میں تبدیل ہوا، پھر مضغہ کو ہڈیاں پھر گوشت وغیرہ بنایا گیا ہے پھر اسے ﴿خَلْقًا اٰخَرَ﴾(المؤمنون:14) کیا گیا ہے۔

تو یہ مختلف اسٹیجز (Stages) ہیں کوئی تضاد نہیں ہے انسان ان مراحل سے گزر کر پیدا ہوا ہے۔

﴿اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ﴾ (پڑھیے اور آپ کا ربّ سب سے بڑا کرم کرنے والا ہے)۔ دوبارہ ﴿اِقْرَاْ﴾ کا دوسری مرتبہ بھی حکم آیا ہے کہ اے انسان! تیرا شرف اسی اِقراء میں ہی ہے تیری تخلیق میں نہیں ہے، اگر تیری کوئی قدر و قیمت ہے اس دنیا میں انسان اور بھی رہیں گے لیکن اِقراء والے سب نہیں رہیں گے اہل ایمان سب نہیں ہوں گے اہل توحید سب نہیں ہوں گے، شکل و صورت سے خوبصورت ضرور ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں ہو گی وہ اسی خون کا ٹکڑا ہی رہیں گے جس کو دیکھتے ہی کراہت آتی ہو! تو ﴿اِقْرَاْ﴾ دوبارہ سے دہرایا گیا ہے؛ پہلا اِقراء ہے کہ ربّ کائنات یہ حکم دے رہا ہے اِقراء کا، دوسرا اِقراء ہے کہ اب شرعی حکم آنے والا ہے: ﴿اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ﴾ (پڑھیے اور آپ کا ربّ سب سے بڑا کرم کرنے والا ہے)۔

ربّ کریم ہے اور اکرم بھی ہے سب سے بڑا کرم کرنے والا ہے۔

دنیا میں لوگ آئیں گے جن میں سخی ہوں گے کرم کرنے والے ہوں گے لیکن سب سے بڑا اکرم اللہ تعالیٰ کا ہے ربّ کا ہے کیونکہ اس نے حکم دیا ہے اس اِقراء کا علم حاصل کرنے کا علم کی روشنی کا اور تیرا ربّ سب سے بڑا کرم کرنے والا ہے۔

﴿الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ (جس نے قلم سے سکھایا (تعلیم دی قلم سے))۔

قلم کے دو معنی ہیں:

(۱) ایک معنی قلم کا جس سے لکھا جاتا ہے "جس نے قلم سے تعلیم دی ہے"؛ انسان علم حاصل کرتا ہے لکھتا ہے اور پڑھتا ہے، لکھتا قلم سے ہے پھر اسے پڑھتا ہے اپنی آنکھوں سے۔

(۲) دوسرا معنی ہے چھوٹے سے لے کر بڑے علم تک تعلیم دی ہے (قلیل سے جو کم ہے پھر آہستہ آہستہ بڑے تک) کیونکہ علم یکدم ایک وقت میں سارا نہیں حاصل کر سکتے آپ ہمیشہ تھوڑا تھوڑا علم حاصل کرتے ہیں پھر آگے بڑھتے جاتے ہیں اسے بھی یعنی قلم کے مفہوم میں بیان کیا گیا ہے۔

﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾(انسان کو سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا)۔انسان پیدا ہوتا ہے جانتا ہے کوئی چیز؟ایک چیز جانتا ہے بس کیا؟رونا جانتا ہے سب سے پہلے آتے ہی روتا ہے اور رونا اس کے لیے زندگی ہوتی ہے، جب نہیں روتا تو ڈاکٹر اسے مارتے ہیں رُلاتے ہیں اسے؛مارتے بھی کیسے ہیں کہ اُلٹا کر کے مارتے ہیں اگرچہ اُلٹا کر کے مارنا بڑوں کو سزا ہوتی ہے کہ نہیں؟یعنی آتے ہی سزا ملتی ہے بیچارے کو!اس لیے رونا ہے تو خود رولو ورنہ تو سزا ملنی ہے دنیا ایسی ہی ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟"دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں ہے"۔کیا خیر ہے ایسی چیز میں جس میں رونا دھونا ہو؟!اس کی ابتداء رونے سے ہوتی ہے اور انتہا کس چیز سے ہوتی ہے؟روتے ہوئے آتا ہے اور رُلا کر جاتا ہے۔یہ دنیا ہے حقیقت دیکھ لیں آپ یہ دنیا کی حقیقت ہے اس لیے دنیا میں رونا دھونا نہیں ہے تنگی ہو گی دنیا میں تکلیف ہو گی دنیا میں اللہ تعالیٰ چاہے تو واللہ اتنے خزانے ہیں کہ عام کر دے اپنے خزانے۔چاہے تو کر سکتا ہے لیکن کیوں آزماتا ہے؟اللہ کے نیک بندے ہیں نمازی ہیں لیکن بے روزگاری ہے روزگار چھن گیا ہے(سبحان اللہ)حکمت ہے اللہ تعالیٰ کی اللہ تعالیٰ چاہے تو بے حساب دے دے۔

کافروں کو دیا ہوا ہے ملٹی ملینیئرز(Multimillionaire)ہیں!دنیا کے سب سے بڑے امیر کون ہیں آج؟جو ربّ کو ایک سجدہ بھی نہیں کرتے جو رب کو مانتے نہیں ہیں۔جو ربّ کو ماننے والے ہیں اگر تھوڑی سی آزمائش آجاتی ہے اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ جب میں نے دیا تھا تو اس نے شکر کیا تھا اچھا اب لیتا ہوں یہ صبر کرتا ہے کہ نہیں کرتا؛تو شکر کرنے سے کامیابی ہے اور صبر کرنے سے بھی کامیابی ہے اللہ تعالیٰ دے کر بھی آزماتا ہے اللہ تعالیٰ لے کر بھی آزماتا ہے اس لیے پریشان نہ ہوں واللہ اگر رزق کا ایک دروازہ بند ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سو دروازے کھولتا ہے ہمیں نظر نہیں آتے۔ہمیں کرنا کیا چاہیے؟اپنے آپ کو اپنے ربّ کے حوالے کرنا چاہیے۔جو کافروں کو دیتا ہے جانوروں کو دیتا ہے ہمیں محروم کرے گا؟!نہیں واللہ محروم نہیں کرے گا لیکن آزمائش ہے اس ربّ کی(اللہ تعالیٰ سب کے لیے آسانی فرمائے)۔

﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾:پھر انسان جب پیدا ہوتا ہے ایک تو روتا ہے نہیں روتا تو رُلاتے ہیں پھر وہ ایک چیز جانتا ہے کہ دودھ اس نے کیسے پینا ہے اور یہ خود علم حاصل نہیں کیا اس ربّ نے اسے یہ تعلیم دی ہے اس کی فطرت میں ہے کہ تم نے ماں کے دودھ کو پینا ہے کس طریقے سے آپ نے نیگیٹو پریشر(Negative pressure)سے اپنے منہ سے سک(Suck)کرنا ہے دودھ کو پینا ہے۔

واللہ دنیا کی ساری طاقت مل جائے اس بچے کو سکھائے تو نہیں سکھا سکتی! اللہ کا کرم نہ ہوتا نا یہ خاص کرم ﴿ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ﴾ یہ خاص کرم نہ ہوتا ہم زندہ نہ رہ سکتے واللہ!

کوئی دنیا کے سب سے بڑے عالم کو لے کر آئیں یہاں پر لوگ چاند تک پتہ نہیں کہاں تک پہنچنا چاہتے ہیں اس بچے کو اگر یہ تعلیم نہ دیں فطرت میں کہ دودھ کیسے پیناہے بھوکا مر جائے پیاسا مر جائے۔ کس نے تعلیم دی ہے؟ بچہ جوں ہی ماں کے سینے سے لگتا ہے پینا شروع کر دیتا ہے۔ ہم اسے بتاتے ہیں بچے کیسے پیناہے؟! کوئی بتا کر دکھائے! اور بچہ اگر نہیں پیتا منہ میں اگر چھالے پڑ جائیں بیمار ہوتا ہے تو کتنی پریشانی ہو جاتی ہے والدین کو کہ بچہ دودھ ہی نہیں پی رہا (سبحان اللہ)، زندگی صرف دودھ میں ہے:

﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴾۔ پھر آگے آئے گا کہ جتنا بھی انسان بولنا انسان سیکھتا ہے چلنا سیکھتا ہے بیٹھنا سیکھتا ہے وقت کے ساتھ ساتھ، پھر علم حاصل کرتا ہے دنیاوی علم ہے دینی علم ہے شریعت کا علم ہے یہ کس کے حکم سے ہے کس کی اجازت کس کے کرم سے ہے؟ ربّ کے کرم سے ہے (سبحانہ و تعالیٰ)۔

اب شرعی علم کا معاملہ آرہا ہے کہ اب شریعت وحی نازل ہو رہی ہے سب سے پہلی وحی ہے یہ پانچ آیتیں ہیں:

﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ اب ایسا علم آئے گا جس کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر بھی نہ تھی، تلاش ہے اب ذرا یعنی تسلی رکھیں ابھی آپ کو وہ خبر بھی دی جائے گی جس کی آپ کو تلاش ہے: ﴿وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى﴾۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راستے کی تلاش میں تھے کہ حق راستہ کہاں پر ہے میرا ربّ مجھ سے کیا چاہتا ہے کیسے پہنچوں گا میں؟ یہ سورۃ الضحیٰ میں اسی کا ذکر ہے ﴿وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى﴾: اُس نے تمہیں یعنی راہ راست سے ہٹا ہوا دیکھا پھر ہدایت دی ہے، یہ ہدایت ہے۔

بعد میں پھر کچھ آیات نازل ہوئیں جو اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس سورۃ کا حصہ ہیں اور یاد رکھیں جو آیات ایک ساتھ نازل نہیں ہوئیں قرآن مجید کی تیئس (23) سال میں نازل ہوئیں مختلف موقعوں پر اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو صحابہ وحی لکھتے کہ کہاں پر اس آیت کو لکھنا ہے کس سورۃ میں شامل کرنا ہے پھر اگلی مرتبہ جو وحی نازل ہوئی کچھ عرصے کے بعد اس میں یہ آیات تھیں، اگرچہ اس کے بعد سورۃ المزمل کی آیات نازل ہوئیں سورۃ المدثر کی آیات نازل ہوئیں اور پھر بعد میں تو یہ ایک ساتھ نہیں ہیں لیکن ایک سورۃ کا حصہ بنایا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس آیت کو اس کے بعد لکھنا ہے تو جو قرآن کی ترتیب ہے آیتوں کی یہ توقیفی ہے یاد رکھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ہے یہ وحی کے ذریعے سے ایسے ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى﴾(ہر گز نہیں انسان اگر اپنے تئیں غنی یا بے پرواہ دیکھتا ہے تو سرکشی کرتا ہے)۔انسان یہ دیکھتا ہے کہ اس کے پاس صحت ہے عافیت ہے،مال ہے دولت ہے،بیوی ہے بچے ہیں،روزگار ہے سواری ہے گھر ہے مال ودولت ہے سب کچھ اس کے پاس ہے،جب یہ دیکھتا ہے کہ سب کچھ اس کے پاس موجود ہے تو اپنے ربّ سے بے پرواہ ہو جاتا ہے: ﴿كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ﴾ ہر گز نہیں بھی اس کا یعنی حقیقتاً انسان کی یہ حالت ہے جبکہ وہ انسان ہے! ہم مومن کی بات نہیں کر رہے کس کا ذکر ہو رہا ہے ابھی تک ؟انسان کا،ابھی وحی پر عمل کرنا ہے ﴿عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ ،اِقراء کی بات ابھی آنی ہے۔اِقراء کے بغیر انسان کی کیا حالت ہے؟ یہ حالت ہے اگر اِقراء کو اپنی زندگی سے نکال دیں: سرکش ہوتا ہے جب دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں وہ ڈوبا ہوا ہے ہر طرف سے نعمتیں ہی نعمتیں ہیں خیر ہی خیر ہے اُس کریم الاکرم ربّ کا کرم ہے اُس کے اوپر تو پھر وہ بے پرواہی سے کام لیتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ مجھے کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

وہ کہتا ہے میرے پاس مال ہے ربّ سے کیا مال مانگوں میں کیا ضرورت ہے؟! میرے پاس دولت ہے میرے پاس بیوی ہے بچے ہیں روزگار ہے سب کچھ تو ہے میرے پاس تو ربّ سے کیا مانگوں؟! کچھ مانگنے کی ضرورت ہی نہیں ہے (سبحان اللہ)۔

انسان کا یہ کرنا طغیانی ہے "یطغیٰ" حد سے گزر جانا ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہ معاملہ پسند نہیں ہے۔

تمہیں دیا ہے تو شکر کرو اور شکر عمل سے کیا جاتا ہے صرف زبانی کلامی نہیں کیا جاتا،اے انسان! تو نے شکر کرنا ہے،اپنی انسانیت پر الگ سے شکر کرنا ہے ورنہ تم جانور بھی ہو سکتے تھے،اللہ تعالیٰ نے تمہیں انسان پیدا کیا ہے پھر مسلمان پیدا کیا ہے پھر تمہیں عقل سے نوازا ہے صحت سے نوازا ہے آنکھوں کے نور سے نوازا ہے جبکہ اندھے لوگ موجود ہیں،کانوں کو قوت سماعت سے نوازا ہے جبکہ بہرے موجود ہیں،زبان سے نوازا ہے جبکہ گونگے موجود ہیں،حرکت سے نوازا ہے جبکہ لولے لنگرے موجود ہیں، عقل سے نوازا ہے جبکہ پاگل موجود ہیں دنیا میں۔

تو کتنی نعمتیں ہیں واللہ ہم گن نہیں سکتے اِن سب کا شکر ہم نے کرنا ہے کیونکہ وہ سب سے بڑا کریم ربّ ہے۔

﴿اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى﴾(بے شک اپنے ربّ کی طرف لوٹنا ہے)۔ا

اے انسان تو جتنا سرکش ہو جائے،اے انسان تو جتنا ہی حد سے گزر جائے اور طغیانی پر اُتر آئے تیری واپسی کس کی طرف ہے؟ دیکھیں بار بار ﴿رَبِّكَ ، رَبِّكَ﴾ کا ذکر ہے ربّ کا ذکر ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے،جو تمہارا خالق ہے تمہارا مالک ہے تمہارے نفع ونقصان کا مالک ہے،تمہارا مشکل کشا حاجت روا ہے اُسی کی طرف تمہاری واپسی ہے۔

جتنا بھی گھمنڈ کرنا ہے کر لے جتنی ہی طغیانی کرنی ہے کر لے واپسی کس کی طرف ہے؟ ربّ کی طرف ہے اُسی کا حکم چلے گا، اور یہ معنی عام ہے؛ یعنی مرنے کے بعد بھی واپسی ربّ کی طرف ہے حساب اسی نے لینا ہے یہ معنی مقصود ہے یہاں پر۔

اور اس سے زیادہ عموم میں کہ اگر شرعی اختلاف ہو جائے تو قرآن اور سنت کی طرف واپسی ہے اپنی مرضی تیری نہیں چلے گی اب، دینی اختلاف ہو جاتا ہے کسی معاملے میں ﴿فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾(النساء: 59): اگر کوئی اور معامل ہو جاتا ہے تو جیسے تمہیں تعلیم دی گئی ہے اس پر عمل کر کے زندگی بسر کرنی ہے تمہاری مرضی نہیں چلے گی اب تیری واپسی تیرے ربّ کی طرف ہے۔

پھر اسی مزید طغیانی کا ذکر کرتے ہوئے سرکشی کا ذکر کرتے ہوئے اسی زمانے میں ایک واضح مثال سامنے آگئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تسلی ہے اور دشمنوں کے لیے سخت وعید ہے، قصہ سنیے ذرا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴾ (کہ آپ نے اسے دیکھا جو روکتا ہے ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھے)۔

دو لوگوں کا ذکر ہے، ایک ہے منع کرنے والا دوسرا جسے منع کیا جا رہا ہے؛ منع کرنے والا ابو جہل ہے اور جسے منع کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

کس چیز سے منع کیا ابو جہل نے؟ نماز سے: ﴿اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى﴾۔

قصہ یہ ہے کہ ابو جہل نے کئی مرتبہ دیکھا اور یہ خبر بھی بار بار پہنچی تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہیں وہ کعبہ کے قریب نماز پڑھتے ہیں جس سے انتشار پیدا ہوتا ہے معاشرے میں۔ اب ذرا معاشرہ دیکھیں کیسا معاشرہ تھا: نماز سے انتشار پیدا ہوتا ہے نماز سے لوگوں کے دل تنگ ہوتے ہیں نماز سے لوگ دور بھاگتے ہیں نمازی کو ستاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ نماز کی وجہ سے تفرقہ پیدا ہوتا ہے نماز کی وجہ سے گھر میں جھگڑے ہوتے ہیں، باپ اور بیٹے میں آپس میں اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں اور یہ فتنہ ہے نماز! (نعوذ باللہ)؛ جیسے آج کل کے زمانے میں جو دعوۃ السلفیۃ کی بات کرتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ فتنہ ہے، دعوۃ السلفیۃ جو ہے یہ لوگوں کو جدا کرتی ہے، دعوۃ السلفیۃ جو ہے یہ مصیبت کھڑی کر دیتی ہے (سبحان اللہ)۔

کوئی فرق ہے؟!

واللہ کوئی فرق نہیں ہے؛ بعض لوگوں میں جہالت یہاں تک بھی پہنچ گئی ہے کہ حق کا نور جو ہے وہ نظر نہیں آتا ہے۔

الغرض؛ تو ابو جہل نے یہ کہا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر میں نے تجھے دوبارہ دیکھا نا یہاں پر کعبہ کے قریب نماز پڑھتے ہوئے تمہاری خیر نہیں ہے میں تمہاری گردن کچل دوں گا؛ اور دھمکی دے دی وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے اللہ کے حکم سے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ﴾ (بھلا دیکھو اگر یہ ہدایت پر ہوتا)۔ یعنی جو نماز پڑھ رہا ہے جو نمازی ہے جسے نماز سے روکا جا رہا ہے تو کیا اسے روکنا چاہیے؟ سوال دیکھیں آپ: ﴿اَرَءَيْتَ﴾ سوالیہ جملہ ہے کہ کیا جو شخص نماز پڑھ رہا ہے کسی کو تکلیف نہیں دے رہا اپنے ربّ کی عبادت میں مصروف ہے: ﴿اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى﴾ (اگر ہدایت کے راستے پر ہو) ﴿اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى﴾ (یا تقویٰ کا حکم دیتا ہے نصیحت کرتا ہے تقویٰ کی)۔ یا خود تقویٰ پر ہے ﴿اَوْ﴾ سے مراد یا دوسروں کو نصیحت دیتا ہے تقویٰ کی اپنے ربّ سے ڈرنے کی راہ راست اختیار کرنے کی ہدایت کے راستے کو اختیار کرنے کی کیا اسے تب بھی روکنا چاہیے؟ کوئی بھی عقلمند انسان کیا جواب دے گا؟ نہیں روکنا چاہیے کیونکہ شَر اس میں تو ہے ہی نہیں خیر ہی خیر ہے؛ کہاں شَر ہے اس میں؟!

﴿اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى﴾ (بھلا دیکھیں اگر اس نے جھٹلایا اور منہ موڑا)۔

اور یہ دیکھیں اگر یہ جھٹلائے اور منہ موڑے کون ہے یہ؟ ابو جہل؛ جھٹلایا ہے حق کو اور منہ موڑا ہے حق سے، جھٹلایا زبان سے ہے منہ موڑا ہے اپنے عمل سے، تو قولاً و فعلاً مخالفت کی ہے حق کی۔

دیکھیں انتہا دیکھیں آپ: ﴿ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى﴾: تکذیب زبان سے ہوتی ہے، ﴿ تَوَلّٰى ﴾ عمل سے ہوتا ہے جسم سے ہوتا ہے؛ یعنی ایسا ہے سرکش یہ شخص کہ کسی بھی طریقے سے حق کو ماننے کے لیے تیار ہی نہیں ہے نہ اپنی زبان سے مانتا ہے نہ اپنے فعل عمل سے مانتا ہے۔

﴿اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى﴾ (کیا اس نے نہ جانا کہ اللہ دیکھ رہا ہے)۔

ابو جہل یہ جانتا ہے یقیناً کہ اللہ تعالیٰ خالق اور مالک ہے اسی نے پیدا کیا ہے لیکن شرک کرتا تھا بُتوں کی عبادت کرتا تھا، نماز سے اس لیے روکتا تھا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، اسی لیے روکا تھا کیونکہ نماز کا طریقہ وہ جانتے نہیں تھے، وہ سجدہ بُتوں کو تو کرتے تھے لیکن صرف اللہ کو سجدہ کرنا اس سے منع کرتے تھے کہ سجدہ کرنا ہے تو بُتوں کو سجدہ کرو صرف اللہ کو سجدہ مت کرو: ﴿ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴾(ص: 5): یہ عجیب بات محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لایا ہے کہ سب معبودوں کو چھوڑ کر ایک معبود کی عبادت کرو یہ تو عقلمندی کی بات نہیں ہے! (اُن کے نزدیک)۔

﴿ اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی ﴾ کیا یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے؟ یقیناً وہ جانتا ہے۔

اور ﴿ یَرٰی ﴾ سے مراد کیا ہے؟ ایک تو آنکھوں کا دیکھنا ہے یعنی انسان جو آنکھوں سے دیکھتا ہے؛ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ سنتا بھی ہے جو وہ کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جو وہ دل میں چھپاتے ہیں یہ بھی جانتا ہے۔ اور ﴿ یَرٰی ﴾ سے مراد میں دیکھ رہا ہوں اس میں دھمکی بھی ہوتی ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں اور تمہیں پکڑوں گا بھی ضرور میں۔ یہ سارے معنی موجود ہیں ﴿ اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی ﴾: جواب کیا ہے اس کا؟ بے شک وہ جانتا ہے سب جانتے ہیں۔

﴿ کَلَّا لَئِنۡ لَّمۡ یَنۡتَہِ ۬ۙ لَنَسۡفَعًۢا بِالنَّاصِیَۃِ ﴾ (یقیناً (یا ہر گز نہیں بھی ترجمہ کیا جاتا ہے) اگر اب باز نہ آیا تو پیشانی سے پکڑ کر ہم گھسیٹیں گے)۔ ناصیہ کہتے ہیں پیشانی کو، یعنی بعض نسخوں میں بال لکھے ہوئے ہیں بال اس سے مراد نہیں ہے خود پیشانی مراد ہے اس سے، اور بعض بال بھی کہتے ہیں کیونکہ دیکھا جاتا ہے کسی کی تذلیل کرنی ہے تو پیشانی سے پکڑ کر بالوں سے اسے پکڑ کر گھسیٹتے ہیں (ذلیل کے لیے تحقیر کے لیے)۔

﴿ کَلَّا لَئِنۡ لَّمۡ یَنۡتَہِ ۬ۙ لَنَسۡفَعًۢا بِالنَّاصِیَۃِ ﴾: تو اسے ناصیہ سے پکڑ کر ہم گھسیٹیں گے اس سے مراد دنیا میں بھی ذلت ہو گی اور آخرت میں بھی ذلت اور رسوائی ہو گی!

یہ کیسی پیشانی ہے؟ ﴿ نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ ﴾: جو خیر سے روکتے ہیں نماز سے روکتے ہیں، جو توحید سے روکتے ہیں جو سنت سے روکتے ہیں، جو مذہب السلف سے روکتے ہیں جو حق سے روکتے ہیں۔

خرابی کہاں پر ہے؟ دماغ میں خرابی ہے سر میں خرابی ہے یہ، اسی ناصیہ میں خرابی ہے۔

کیسی پیشانی ہے؟ ﴿ نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ ﴾ (جھوٹی گناہگار پیشانی ہے)۔

جھوٹی ہے حق کو جھٹلایا، ﴿ خَاطِئَۃٍ ﴾: جان بوجھ کر حق کی مخالفت کی ہے دشمنی مول لی ہے، دھمکی دی ہے کہ میں تہس نہس کر دوں گا میں قتل کر دوں گا، میں گردن روند دوں گا فلاں کر دوں گا میں!

یہ ابو جہل کا قول تھا اور ہر باطل والے یہی کہتے رہتے ہیں اہل حق کو۔

ناصیہ کا ذکر اس میں اب یہ بھی دیکھ لیں کہ جب میڈیکل میں ہم دماغ کو پڑھتے ہیں اگرچہ دماغ پورا نہیں پڑھ سکے آج تک؛ اللہ کی یہ عظیم مخلوق جو ہے دماغ جو ہے واللہ آج تک اس حقیقت کو کوئی جان نہیں سکا، جیسے روح نہیں جانتے ہم کہ حقیقت روح کی کیا ہے کوئی نہیں جان سکتا دماغ کی حقیقت بھی واللہ کوئی نہیں جان سکا آج تک! صرف تھیوریز ہیں کہ یہ ہو سکتا ہے۔

اچھا میموری (Memory) جو ہے جو انسان حفظ کر لیتا ہے حافظہ جو ہے انسان کا یہ کیا چیز ہے کوئی بتا سکتا ہے ؟ وہ کون سی چیز ہے جو دماغ میں چلی جاتی ہے ہم اسے محفوظ کر دیتے ہیں کیا ہوا ہے پانی ہے کیا ہے یہ کیا چیز ہے ؟ محسوسات ہیں نا ہم میٹیریل اسٹک (Materialistic) بات کرتے ہیں حسّی بات کرتے ہیں نا اچھا وہ کیا چیز ہے ؟ میڈیل کہتی ہے کہ پروٹینز (Proteins) ہوتے ہیں۔

اب جس کو پروٹینز (Proteins) نہ ہوں یا پروٹینز (Proteins) کی کمی ہو اس کا حافظہ کیوں ہوتا ہے ؟ اللہ أعلم۔

اس لیے یقیناً نہیں ہے اور کچھ جواب تو ہونا چاہیے کیونکہ میڈیکل میں تو کہتے ہیں کوئسچن مارک (Question mark) نہیں ہوتا ہمارے پاس، اگرچہ واللہ بہت کوئسچن مارکس (Question marks) ہیں!

دماغ میں یہ جو دماغ ہے یہ کیا ہے ؟ نیورانز (Neurons) جو دماغ کے خلیے ہیں جو آپس میں ملے ہوئے ہیں عجیب سا پتہ نہیں کتنے ہزار کلومیٹر کا نیٹ ورک ہے یہ آپ سوچ نہیں سکتے کہ ایک چھوٹی سی کھوپڑی کے اندر کیسے آپس میں کام کرتے ہیں!

دیکھیں ہم بات کر رہے ہیں کہ آنکھ دیکھ رہی ہے کان سُن رہے ہیں زبان چل رہی ہے، ہاتھ پاؤں سب اپنی جگہ پر کام کر رہے ہیں ،دل دھڑک رہا ہے اور نسیں چل رہی ہیں، یہ سب، کیا ہو رہا ہے یہ ؟ ! (سبحان اللہ)۔

ایک ہوتی ہے شارٹ میموری (Short Memory) ایک ہوتی ہے لانگ میموری (Long Memory) اس کی جب ہم بات کرتے ہیں، ایک ہوتا ہے کہ انسان صرف سُن لیتا ہے یاد کر لیتا ہے جسے رٹا لگانا کہتے ہیں، ایک ہوتا ہے کہ سمجھ کر اسے یاد کر لیتا ہے (Explanation، سمجھ)۔

جو رٹے مار رہے ہوتے ہیں اس کے دماغ کا یہ حصہ ہوتا ہے جو کان کے اوپر والا ہے قریب کس چیز کے ہے ؟ کان کے ہے یاد رکھ لیں آپ سنتا ہے فوراً محفوظ کر لیتا ہے اگرچہ یہ فوراً نہیں جاتا کان سے یہ کان سے سنتا ہے پھر اس کا لمبا پراسس (Process) ہے دماغ میں کیسے جاتا ہے اور پھر کیسے اس حصے میں جاتا ہے لیکن کان کا اگلا حصہ ہے یاد کرنے کے لیے، اگر آپ اس شارٹ میموری (Short Memory) کو لانگ (Long) میں کرنا چاہتے ہیں تو یہاں سے لے کر ماتھے تک یہاں پر آنا چاہیے اسے جو فرنٹل لوب (Frontal lobe) ہے۔

ٹیمپرل لوب (Temporal lobe) ہے دماغ کا یہ کان والا پھر فرنٹل لوب (Frontal lobe) یہ حصہ دماغ کا ہے انسان جو سوچتا ہے سوچ بچار انسان کی اس حصے میں ہے یہاں سے وہ سوچتا ہے یہاں پر وہ فیصلے کرتا ہے اور یہاں پر وہ جو اپنی ایکسپلینیشنز

(Explanations) ہیں اور جو شرح وغیرہ کی بات ہوتی ہے یہاں پر موجود ہوتی ہے ساری اس حصے میں جو اگلا حصہ ہے پیشانی والا حصہ ہے، یعنی پیشانی کے پیچھے جو فرنٹل لوب (Frontal lobe) یہاں پر۔

اور اگر آپ یعنی کسی چیز کو طلب علم میں محفوظ بھی کرنا چاہتے ہیں تو اس کا میں خاص بتاؤں گا ان شاءاللہ کہ کس طریقے سے کرنا ہے چار پانچ اسٹیپس ہیں اس کے تو یہاں سے اس کو یہاں پر لے کر آنا ہے یہاں سے جو شارٹ میموری (Short Memory) یہاں تک لانے کے لیے کس طریقے سے اس کا سِمپل طریقہ بتادوں؛ کہ سب سے بہترین طالب علم کون ہوتا ہے؟ استاد ہوتا ہے۔ کیسے؟ یعنی جب آپ یہ سوچیں کہ میں نے دوسروں کو پڑھانا ہے آپ کیسے سمجھیں گے؟ سمجھیں گے نہیں سمجھیں گے؟ رٹا لگا کر آپ سمجھا سکتے ہیں؟ ناممکن ہے! تو کیا ہوگا؟ رٹے سے تو آپ اپنے لیے آپ پاس ہو سکتے ہیں کام چلے گا؛ تو رٹے سے نکلنے کے لیے کیسے نکلیں گے آپ؟ آپ یہ سمجھیں کہ آپ کسی کو سمجھا رہے ہیں ٹیچنگ کر رہے ہیں (سمجھیں آپ حقیقتاً نہیں ہے) تو کیا کریں گے آپ؟ نوٹس بنائیں گے سمجھیں گے، نہیں پتہ چلے گا تو سورس (Source) کی طرف جائیں گے پوچھیں گے اور پورا آپ ایک تیار کریں گے پھر جا کر دیکھیں کہ آپ یہاں سے نکال کر یہاں تک لے کر آئے ہیں۔

سمپل طریقہ میں نے بتایا ہے کیا ہے؟ کہ آپ نے کسی اور کو تعلیم دینی ہے۔ کیسے دیں گے؟ آپ کی زبان پر ایسے الفاظ ہوں گے جو بالکل آسان ہوں مشکل الفاظ آپ نکال لیں گے، آپ اسٹوڈنٹ کو پڑھانا چاہتے ہیں بچہ جس کو سمجھ لیں آپ، آپ میتھ (Math) پڑھاتے ہیں خود آپ کو پتہ ہے کیسے، ایک مشکل جب ایک معمہ ہوتا ہے بڑوں کے لیے آپ کیسے اسے ایکسپلین (Explain) کرتے ہیں؟ بعض مثالیں دیتے ہیں پریکٹیکل مثالیں دیتے ہیں۔

اچھا ہم نے یہ الجبرا اور ملٹیپلیکیشن (Algebra and Multiplication) کیسے سیکھا ہے؟ انگلیوں کے اشاروں سے سیکھا ہے نا۔ انگلی کا اشارہ کیوں کر کے سکھاتے ہیں بچوں کو؟ مجھے پتہ ہے یاد ہے کہ کتاب میں پینسلز بنی ہوتی تھیں پینسلز جو ہیں تو چار پینسلز اور پانچویں پر یہ کاٹا لگ جاتا تھا یوں یا اس طریقے سے۔ کیا ہے؟ ہمیں سکھا رہے ہیں کہ آنکھوں سے بھی دیکھو ہم یہاں سے نکالنا چاہتے ہیں صرف رٹا نہ لگاؤ باقی آگے لے کر آؤ انفارمیشن (Information) کو دماغ کے اس حصے تک۔

اچھا اگر یہ دماغ کا حصہ بگڑ جائے یہ ناصیہ جو ہے انسان کی خرابی ہے، اگر یہ بگڑ جائے نا نیگیٹو (Negative) میں آجائے شَر میں آجائے نا تو شر پسندی یہاں سے ہوتی ہے اور حق بھی یہاں سے ہوتا ہے آپ جیسے بھی اسے استعمال کریں آپ کی مرضی ہے۔

اللہ نے کیا فرمایا ہے؟ ﴿نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ﴾: بس اس کی خرابی ہے اب یہ سدھر نہیں سکتا؛ اس لیے ابوالحکم تھا ابوجہل بن گیا ہے، وجہ کیا ہے؟ اس کا صحیح استعمال نہیں کیا ہے اور دل تک بات کو اترنے نہیں دیا ہے، حق کو قبول نہیں کیا ہے۔

اچھا دل و دماغ کا جو کنیکشن (Connection) ہے وہ بڑا عجیب سا ہے آج تک میڈکل سائنس بھی اس کو حل نہیں کر سکی! ہم کہتے ہیں دماغ ہی کام کرتا ہے لیکن آج کل سائنس ترقی کر گئی ہے اور کارڈک نیورونز (Cardiac Neurons) کی بات بھی کرتے ہیں کہ دل کے اندر بھی ایسے خلیے دماغ کے ہیں کارڈک نیورونز (Cardiac Neurons) جسے کہتے ہیں اب اس پر میڈیکل سائنس آرہی ہے اس پر خاص اسپیشلیٹیز (Specialities) بھی آرہی ہیں کہ انسان دل سے سوچتا بھی ہے۔

فقہ اور فہم دماغ سے نہیں ہوتا میرے بھائی! میڈیکل سائنس کہتی ہے دماغ سے ہوتا ہے اور یہ پورا جو میں نے بتایا ہے کہ یہاں سے لے کر آنا ہے یہاں سے لے کر آنا ہے یہ سوچ اور بچار ہے لیکن اصل فہم جو ہے تعلق دل سے ہے دل کو نکال لیا جائے دل سے کنیکشن (Connection) ختم کر دیں نہ یہ کام کرے گی شارٹ میموری (Short Memory) نہ یہ کام کرے گی جو آپ کی ہارڈ ڈسک (Hard Disk) ہے، دونوں ختم! تو دل سے گہرا سا تعلق ہے اس لیے قرآن مجید میں فقہ سمجھ کے بعد کس چیز سے تعلق ہے؟ دل سے ہے۔ دل میں خرابی، دماغ میں خرابی جسم میں خرابی لازم آتی ہے یاد رکھیں تو اصل دل کی اصلاح ہے دل کی اصلاح سے دماغ بھی درست ہو جاتا ہے جسم بھی تندرست ہو جاتا ہے۔

قصہ ابھی باقی ہے: ﴿فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ﴾ (تو وہ بلائے اپنی مجلس یا جتھے کو (اپنی جماعت کو بلائے))۔

کون بلائے قصہ رہ گیا؛ ابو جہل نے کہا محمد صلی علیہ وآلہ وسلم سے کہ اگر کعبے کے نزدیک تمہیں میں نے دوبارہ دیکھا نماز پڑھتے ہوئے تو تیری گردن کچل دوں گا میں؛ دوبارہ دیکھا تو ابو جہل آگے بڑھا ابو جہل اپنا وعدہ پورا کرنے کے لیے قسم کھائی تھی کہ میں یہ کروں گا اب اس کی جماعت والے ساتھ ہیں ابو جہل کی ایک خاص مجلس تھی جس میں یہ لوگ جمع ہوتے تھے، فیصلے کیا کرتا تھا ابو الحکم تھا پہلے پھر جہالت کا باپ بعد میں بنا، فیصلے کیا کرتا تھا لوگوں کا مجمع ہوتا تھا بہر حال اس کا مقام تھا تو اس کے اشارے پر لوگ جان دینے کو تیار ہو جاتے تھے۔

تو اس کی جماعت والے دیکھ رہے ہیں ابو جہل اپنا وعدہ پورا کرنے کے لیے آگے بڑھ رہا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے ہیں، قریب جاتا ہے تھوڑی دیر رُکتا ہے ابو جہل وہاں پھر دو چار قدم پیچھے پلٹتا ہے اور جب منہ موڑتا ہے اپنی قوم کی طرف جماعت کی طرف تو چہرے کا رنگ اُڑ چکا ہوتا ہے واپس پلٹ کر چلا جاتا ہے اپنی قسم پوری نہیں کر سکتا؛ تو جماعت والوں نے پوچھا بھئی کیا ہو گیا ہے ابھی تم وعدہ پورا کرنے گئے تھے تم نے تو گردن کچلنی تھی بڑی بڑی تمہاری باتیں تھیں کیا ہو گیا ہے؟! سنیں کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ﴾ (تو وہ بلالے اپنی مجلس یا اپنے جتھے کو)۔

﴿سَنَدۡعُ الزَّبَانِيَةَ﴾ (ہم بلاتے ہیں فرشتوں کو (زبانیہ کو)): زبانیہ خاص فرشتے ہیں، یہاں پر لکھا ہے پیادوں کو تو پیادے یعنی لفظ فرشتوں کے لیے درست نہیں ہے جو صحیح ہے "زبانیہ" یہ خاص فرشتے ہیں جو جہنم کے فرشتے ہیں عام فرشتے نہیں ہیں اور اتنے سخت فرشتے ہیں کہ جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرنا جانتے ہیں: ﴿وَيَفۡعَلُوۡنَ مَا يُؤۡمَرُوۡنَ﴾(التحریم:6): دل میں یعنی کوئی نرمی نہیں ہے کوئی شفقت نہیں ہے اللہ کے حکم کی تعمیل جانتے ہیں بس بات ختم ہے! طاقتور ہیں اور باعمل ہیں عمل کرنا جانتے ہیں۔

﴿سَنَدۡعُ الزَّبَانِيَةَ﴾: بلائیں اپنے جتھے کو جس کو بلانا چاہتے ہیں، کیونکہ ابو جہل نے کہا کہ جانتے ہو محمد میرے ساتھ کتنے لوگ ہیں میں کیا کر سکتا ہوں (دھمکی میں)؟! تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَلۡيَدۡعُ نَادِيَهٗ ۝ سَنَدۡعُ الزَّبَانِيَةَ﴾: اور یہی کچھ ہوا۔ کیا ہوا؟ ابو جہل کہتا ہے میں آگے بڑھا جب قریب ہونا چاہا ابھی فاصلہ تھا کعبہ اور میرے بیچ میں تو میں نے ایک آگ کی خندق دیکھی (لوگ نہیں دیکھ رہے لوگوں کو کچھ نظر نہیں آرہا اللہ نے اس کافر کو دکھا دیا) جس میں عجیب پَروں والی مخلوقات تھیں اگر میں قریب جاتا تو میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے! ڈر کے مارے ابو جہل واپس پلٹا لیکن کیا حق کو قبول کیا؟

﴿ثُمَّ قَسَتۡ قُلُوۡبُكُمۡ﴾ (البقرۃ:74) دل سخت ہو چکے تھے۔ کیوں؟ کیونکہ حق کو ماننا نہیں ہے ہٹ دھرمی کی انتہا دیکھیں آپ! (سبحان اللہ)۔ ﴿سَنَدۡعُ الزَّبَانِيَةَ﴾: زبانیہ آچکے تھے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لیے۔

مومن کی حفاظت ربّ کرتا ہے ہم اپنی حفاظت نہیں کرتے میرے بھائی! ہاں جو احتیاطی تدابیر ہیں وہ تو ہم کرتے ہیں۔ اور ہماری تدابیر کیسی ہوں گی؟ مخلوق ضعیف اور کمزور ہے ہماری طرح ہوں گی لیکن جب ربّ کسی کی حفاظت کرے تو کیسے کرتا ہے اس وقت ہماری عقلیں کام نہیں کرتیں نہ ہمارا سسٹم کام کرتا ہے نہ ٹیکنالوجی کام آتی ہے اس وقت وہ ربّ کریم کا کرم ہے۔

آخری آیت: ﴿كَلَّا لَا تُطِعۡهُ﴾ (ہرگز نہیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس کی بات نہ مانو)۔ تو کیا کرنا ہے؟ ﴿وَاسۡجُدۡ وَاقۡتَرِبۡ﴾ (اور تو سجدہ کر اور نزدیک ہو جا)۔

سجدہ کرنا ہے نماز پڑھتے رہو اپنے ربّ کی نزدیکی حاصل کرتے رہو؛ روکنے والے روکیں گے حق پر قائم ہو تو حق پر قائم رہو رکاوٹیں ہوں گی لوگ روکیں گے، بعض اوقات اپنے پیاروں سے ابتداء ہوتی ہے جو نہیں جانتے حق سے بے خبر ہیں وہیں سے رکاوٹ پیدا ہوتی ہے آگے بڑھتے رہو رُکنا نہیں ہے۔

نافرمانی میں کسی کی اطاعت ہوتی نہیں: ''لا طاعة لمخلوق في معصية الله سبحانه وتعالىٰ''۔

اگر خاوند بیوی کو روکے حق سے تو بیوی کو نہیں رُکنا چاہیے معصیت نہیں کرنی چاہیے، اگر حاکم بھی حکم دے نافرمانی کا ربّ کی نافرمانی کا اس کی بات بھی نہیں مانی جائے گی، اگر باپ بھی حکم دے والدین حکم دیں کوئی بھی حکم سے نافرمانی کا تو اس کی بات نہیں مانی جائے گی۔

اور یہاں پر یہ ابو جہل یہ کافر یہ ظالم اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز سے روک رہا ہے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ حفاظت ہم نے کرنی ہے تیری اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تو میری نزدیکی حاصل کرتا رہ اور سجدہ کرتا رہ: ﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾۔

اس سورۃ کی ابتداء ﴿اِقْرَاْ﴾ سے ہے، انتہا ﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ کیا یکسانیت ہے دونوں میں؟ افعال اُمر ہیں۔ ﴿اِقْرَاْ﴾ فعل اُمر ہے، ﴿وَاسْجُدْ﴾ فعل اُمر ہے، ﴿اقْتَرِبْ﴾ فعل اُمر ہے؛ انداز بیان کی خوبصورتی دیکھیں آپ ﴿اِقْرَاْ﴾ کی روشنی ہے تو ﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ بھی ہوتا رہے گا۔ سب سے پہلا لفظ ﴿اِقْرَاْ﴾ سب سے آخر لفظ کیا ہے؟ ﴿اقْتَرِبْ﴾: جو علم آپ کو ربّ کے قریب نہ کر دے اس علم میں کوئی خیر نہیں ہے، جو علم آپ کو آپ کے ربّ کے سامنے سجدے میں نہ گرادے نہ جھکا دے اس علم میں کوئی خیر نہیں ہے چاہے میڈیکل کا علم ہو، چاہے انجینئرنگ کا علم ہو، چاہے دنیا کا کوئی علم بھی ہو۔

علم میں خیر تب ہے جب آپ اس علم کو اس دین کی خدمت کے لیے صرف کر دیتے ہیں اپنے ربّ سے ڈرتے رہتے ہیں اپنے ربّ کی نزدیکی حاصل کرتے رہتے ہیں اخلاص نیت سے کام کرتے رہتے ہیں اور اخلاص نیت کے لیے علم کا حاصل کرنا لازمی ہے ، ایمان کی مضبوطی ہو گی علم سے پھر اخلاص میں بھی مضبوطی ہو گی، ایمان میں کمزوری ہے تو اخلاص میں بھی کمزوری لازم ہے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ایمان میں مضبوطی ہو، ناممکن ہے!

اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنی ہے عبادات کرنی ہیں، نماز ہے روزہ ہے زکوۃ ہے حج ہے صدقات ہیں خیرات ہیں، طلب علم ہے ، والدین کے ساتھ حسن سلوکی ہے صلہ رحمی ہے، جتنے بھی فرائض ہیں یہ نہیں ممکن مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔

﴿اِقْرَاْ﴾ علم ہے، ﴿بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ اپنے ربّ کے نام سے مدد ہے برکت حاصل کرنے کے لیے دعا ہے، پھر آگے بڑھنا ہے اور یہ علم جب آپ کو ربّ کے سامنے جھکا دے گا واللہ دنیا میں بھی خیر ہے آخرت میں بھی خیر ہے۔

اگر علم حاصل کیا ہے اور علم نے تجھے تیرے ربّ سے دور کر دیا ہے اُس علم میں واللہ کوئی خیر نہیں ہے، دنیا میں آپ کو کرسی بھی مل جائے گی اقتدار بھی مل جائے گا آپ کو پوزیشن بھی مل جائے گی، آپ کے ہاسپٹلز ہوں گے میڈیکل سائنس میں آپ بہت

نام کما سکتے ہیں کسی سائنس میں بھی لیکن اگر اس علم نے تمہیں ربّ سے دور کر دیا کئی ایسے ڈاکٹر دیکھے نماز نہیں پڑھتے، کئی ایسے انجینئرز ہیں جو اپنے ربّ کے راستے کو نہیں جانتے، کئی ایسے پی ایچ ڈی ہیں دنیا کی ٹیکنالوجی میں یا آئی ٹی وغیرہ میں یا کسی اور سائنس میں بھی لیکن راہ راست سے ہٹے ہوئے ہیں، کوئی سگریٹ نوشی کرتا ہے، کوئی زناکاری کرتا ہے کوئی بدکاری کرتا ہے، نماز کے قریب نہیں جاتے۔ بعض اچھے لوگ بھی ہیں یعنی جو محرمات سے اجتناب کر چکے ہیں دور ہیں دنیا میں بڑا علم حاصل کر چکے ہیں بڑی پوزیشن پر فائز ہو چکے ہیں لیکن منہج السلف سے ہٹے ہوئے ہیں صراط مستقیم سے دور ہیں تو کیا خیر ہے اس میں؟! بلکہ دشمنی مول لے چکے ہیں اہل حق کے ساتھ اور آئے دن تہمتیں لگاتے ہیں اور جھوٹ باندھتے رہتے ہیں تو کیا خیر ہے اس زندگی میں؟! اس علم کا کیا فائدہ ہے جو تم نے حاصل کیا ہے؟!

اس لیے ﴿اِقْرَاْ﴾ ہے، ﴿بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ اور پھر آخر میں ﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾، اس سے پہلے منع ہے ﴿كَلَّا لَا تُطِعْهُ﴾: جو تمہیں منع کریں راہ راست سے صراط مستقیم سے منہج السلف سے خیر سے جو منع کریں اُن کی بات مت سنو اور اپنے ربّ کی نزدیکی حاصل کرتے رہو علم کی روشنی میں واللہ آسانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے گی حفاظت بھی وہی ربّ کرے گا۔

جان تو جانی ہے ایک دن یہ نہ سمجھیں کہ مریں گے نہیں! کس نے کہا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کو قتل کیا گیا کہ نہیں؟ بعض انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) کو قتل کیا گیا کیا وہ باطل پر تھے نعوذ باللہ؟! نہیں! اللہ کی آزمائش ہے۔ حق باقی رہا کہ نہ رہا؟ جان تو چلی جاتی ہے مگر حق باقی رہتا ہے، تکلیفیں ہوں گی مصیبتیں آئیں گی یہ راستہ ہی ایسا ہے یہ انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) کا راستہ ہے۔

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی زندگی کیسے گزری ہے ماننے والے زیادہ تھے یا نہ ماننے والے؟ دوست زیادہ تھے یا دشمن زیادہ تھے؟ پریشانیاں زیادہ تھیں یا آسانیاں زیادہ تھیں؟ (سبحان اللہ)۔ سب کے سامنے قصے ہیں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لیکن حق باقی رہا کہ نہیں حق غالب رہا کہ نہیں بات یہ ہے؛ ہم رہیں نہ رہیں حق رہنا چاہیے خیر کو رہنا چاہیے اصل بات یہ ہے، واللہ اعلم۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (096: سورۃالعلق کی مختصر تفسیر) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio